Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:9 (1982) © rasailojaraid.com

تـــرکی میں دینی تعلیم کا جـائزہ

ثـروت صولت

(اس مضمون کا بیشتر حصہ ڈاکٹر صالح توغ (۱) کے دو مضامین پر مشتمل ہے جو ماھنامہ THE UMMAH لندن کے اپریـل، مئـی اور جون جولائی ۱۹۷٦ ء کے مشترکہ شماروں میں اور سہ ماھی AL ITTIHAD پلین فیلڈ (انڈیانا) کے جنوری مارچ ۱۹۸۱ ء کے شمارے میں شائع ہوئے تھے الاتحاد ، ریاستہائے متحدہ اور کنیڈا کے مسلمان طلبہ کی ایسوسی ایشن (M S A) کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے دوسرے ذرائع سے میں نے جو اضافے کئے ھیں ان کے حوالے دئے گئے ھیں ۔ ثروت)

”ترکی میں اسلام کی قوت کا اندازہ وھاں کے تعلیمی اداروں کا جائزہ لئے بغیر نہیں کیا جا سکتا ۔ ایک ایسے ملک میں جس کی ۹۹ فیصد آبادی مسلمان ہے اس میں اگر دینی مدارس کے کردار کا صحیح اندازہ نہ کیا جائے تو اس ملک میں مذھب کی اھمیت کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں غلطی کا امکان ہے۔لہذا اس مقصد کے پیش نظر ترکی میں مذھبی تعلیم کی تاریخ کا ایک مختصر جائزہ ذیل میں پیش کیا جا رھا ہے۔

پـس منظـر

اسـلام میں تعلیم اور اشاعت تعلیم کو جو اھمیت دی گئی ہے ویسی اھمیت دنیا کے کسی دوسرے مذھب میں نہیں دی گئی ۔ قرآن میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جگـہ جگـہ علـم کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اهمیت پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن کی جو پہلی آیت حضور پر نازل ہوئی اس میں پڑھنے اور لکھنے کی اهمیت بتائی گئی ہے۔ اسلامی تحریک کا آغاز ایک نئے نظریہ سے ہوا جو غیر اسلامی نظریات کے خلاف ایک احتجاج ہے۔ لہذا اس پس منظر میں یہ ضروری تھا کہ تعلیم کے بارے میں ایک ٹھوس حکمت عملی اختیار کی جائے اور اس کے تحت تعلیم کو عام کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں پہلا تعلیمی ادارہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد قائم کیا تھا ۔ یہ مسجد نبوی کے ساتھ تھا اور صفہ کہلاتا تھا ۔ آنیوالی صدیوں میں اسکا دوسرے تعلیمی اداروں پر بہت اثر پڑا ۔ صفہ حضورؐ کے بعد بھی تعلیمی مرکز کی حیثیت سے کئی سال تک کام کرتا رہا ۔ مسجد اور مدرسہ کی یہ مشترکہ سرگرمیاں بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں بھی قائم رہیں بلکہ اس کے بعد اس وقت بھی جاری رہیں جب مدرسہ کیلئے جداگانہ عمارتیں تعمیر ہونے لگیں ۔ بصرہ ، فسطاط کوفہ ، قیروان ، موصل اور دوسرے مقامات کی مسجدوں میں جو تعلیمی ادارے قائم تھے ان کا تاریخی کتابوں میں تفصیل سے ذکر ہے۔

دوسرا مرحلہ نجی مدرسوں کے قیام کا ہے۔ یہ مدرسے علماء کی رهائش گاہوں میں ہوتے تھے اور ان میں ان مختلف مضامین کی تعلیم دی جاتی تھی جن کو پڑھانے کا انتظام مسجدوں میں نہیں تھا ۔ یعنی علوم حکمت اور فنی تعلیم اگرچہ یہ وسعت کے لحاظ سے چھوٹے ہوتے تھے ، لیکن ان کی تعداد بہت تھی اور ان مدرسوں نے تعلیم اور علم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ۔

تیسرا مرحلہ ایسے مراکز کا قیام ہے جہاں ترجموں کا کام ہوتا تھا ، جیسے بغداد کا دارالحکمت ، جہاں سریانی اور دوسری قدیم زبانوں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہوتا تھا ۔ فاطمی دور میں ایسا ہی ایک ادارہ دارالعلم کے نام سے قائم تھا جو ایک مخصوص فرقہ کے استعمال میں آتا تھا اور جس میں حصول علم کے اصل مقصد کو نظر انداز کر دیا گیاتھافی الحقیقت جب مذہب کو اس قسم کے اداروں میں مسخ کیا جانے لگا تو گمراہ کن افکار کو روکنے کیلئے راسخ العقیدہ مسلمانوں نے مدرسے کیلئے علیحدہ عمارتیں تعمیر کرنا شروع کیں ۔ یہ قرون وسطیٰ میں اسلامی تعلیم کے نظام کا چوتھا مرحلہ تھا ۔

ان مدرسوں نے اسلامی دنیا کے تعلیمی نظام میں گہرا اثر ڈالا اور ترکوں کو من حیث الجماعت مسلمان بنانے میں ان مدرسوں سے بڑی مدد ملی ۔ بعض محققین کا کہنا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کا تصور نوبہار (ویہار) سے لیا گیا ہے جو اویغور ترکوں کے زمانے میں بدھ مت کی خانقاہوں کے طور پر استعمال ہوتی تھیں ۔ اسوقت ترکوں کے بعض قبائل بدھ مت کے پیرو تھے ۔ بلخ ، بخارا اور سمر قند میں بدھوں کی جو خانقاہیں تھیں وہ کمروں پر مشتمل ہوتی تھیں جو ایک دائرے کی شکل میں بنے ہوئے تھے اور جن کے دروازے صحن میں کھلتے تھے ۔ مشرقی ترکستان میں طرفا (۲) کے مقام پر جو کھدائی ہوئی ہے اس میں عہد قدیم کی بعض تحریریں ملی ہیں ۔ ان میں سے ایک تحریر اویغور ترکوں کی ایک خانقاہ سے متعلق ہے جس میں دوسرے مدرسوں کے علاوہ ایک طبی مدرسہ بھی قائم تھا ۔ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ ان ویہاروں کی ساخت نے جن کی اویغور ترکوں کے ملک میں کثرت تھی سلجوقی دور کے مدرسوں کے فن تعمیر پر اثر ڈالا ہوگا ۔ ڈبلو بار تھولڈ (BAR THOLD) کا دعوی ہے کہ جب سلجوقیوں نے اپنے ابتدائی دور کے مدرسے تعمیر کئے تو انہوں نے مدرسوں کی عمارت اور طرز تعمیر میں بدھ مت کے ویہار کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نمونے بنایا ۔ یعنی کمرے دائرے کی شکل میں بنائے جن کا رخ صحن کی طرف ہوتا تھا ۔ اسکے علاوہ انہوں نے ویہار کے کسی اور پہلو کی تقلید نہیں کی ۔

سلجوقی دور

پہلا مدرسہ جو بعد میں دوسرے مدرسوں کیلئے بنیاد بنا دسویں صدی عیسوی میں طبران میں قائم ہوا ۔ اس مدرسہ میں ، جسے ترکوں نے تعمیر کیا تھا ، تفسیر ، حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوعلی الحسینی القشیری متوفی ۱۰۷۲ ء نے اس قسم کے اور بھی کئی مدرسے نیشاپور میں قائم کئے تھے جو سلجوقیوں کا دارالسلطنت تھا ۔ ان میں سے بعض میں حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی بعض میں فقہ کی اور بعض میں تمام اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ ابو علی الحسینی القشیری کے مدرسہ حدیث میں طلبہ کی تعداد ایک ہزار تھی ۔

مشرق کے اسلامی ملکوں میں رفتہ رفتہ مدرسوں کی تعداد بڑھتی گئی ۔ گیارھویں صدی کے نصف اول میں محمود غزنوی (۹۹۷ء تا ۱۰۳۰ ء) کے دور میں ضلع نیشاپور میں چار ایسے بڑے مدرسے قائم ہو چکے تھے جن میں تمام اسلامی علوم پڑھائے جاتے تھے ۔ ترک حکمرانوں نے اپنے اپنے ناموں سے مختلف شہروں میں مدرسے قائم کئے ۔ محمود غزنوی نے اپنے دارالحکومت غزنی میں ایک مدرسہ قائم کیا ، طغرل (۱۰۳۷ ء تا ۱۰۶۳ ء) نے ۱۰۴۶ ء میں نیشاپور میں مدرسہ قائم کیا ۔ ان میں سب سے اہم مدرسہ نظامیہ تھا جسے الپ ارسلان اور ملک شاہ سلجوقی کے وزیر اعظم نظام الملک نے قائم کیا تھا ۔ اور جسکے صدر مدرس امام الحرمین تھے ۔ نظام الملک نے ابو اسحٰق شیرازی کیلئے بغداد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں بھی ایک مدرسہ قائم کیا ، وہ بھی مدرسہ نظامیہ کہلاتا تھا ۔ ابو اسحٰق شیرازی اپنے وقت کے بہت بڑے فقہیہ تھے ۔ اس مدرسہ کے بعد اسلامی دنیا کے مدرسوں نے ایک باقاعدہ اور باضابطہ تعلیمی ادارہ کی شکل اختیار کر لی ۔ ان مدرسوں میں حسب ذیل مشترکہ خصوصیات پائی جاتی تھیں ۔

عمارت کے اندر ایک صحن ہوتا تھا اور اس کے چاروں طرف کمرے بنے ہوتے تھے ۔ یہ طریقہ کہ مسجد کے پچھلے حصہ میں درسی کمرے اور دارالاقامہ تعمیر کئے جائیں اب ترک کر دیا گیا ۔

اب مدرسہ کی عمارت مسجد سے الگ ہوتی تھی ، لیکن عمارت کے اندر نماز کیلئے جگہ مخصوص ہوتی تھی ۔

درس کیلئے نجی اور مشترکہ کمرے تعمیر کئے گئے اور عمارتیں بنائی گئیں ، مدرسہ میں کتب خانوں ، حماموں ، شفاخانوں اور باورچی خانوں کیلئے علیحدہ عمارتیں تعمیر کی گئیں ۔

ان مدرسوں کے اخراجات کیلئے بڑے بڑے اوقاف قائم کئے گئے اوقاف کی آمدنی سے طلبہ کو وظائف بھی دیئے جاتے تھے ۔

بغداد کے مدرسہ نظامیہ کو دو مقاصد کیلئے قائم کیا گیا تھا ۔ تعلیم دینا اور اخلاق اور افکار کی تطہیر کرنا ۔ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے قیام کے بعد اسلامی دنیا کا ایک نیا دور شروع ہوا ۔ مدرسہ کی تعمیر پر چھ لاکھ روپے خرچ آئے تھے اور اس کے اخراجات کیلئے دوکانیں ، مسافر خانے ، حمام اور زمینیں وقف کی گئی تھیں ۔ مدرسہ میں دینیات کے علاوہ ، ریاضی ، علم ہیئت اور اسی قسم کے دوسرے علوم بھی پڑھائے جاتے تھے ۔ بعد میں یورپ میں اسی قسم کے مدرسے قائم ہوئے اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بغداد کا مدرسہ نظامیہ جسکے صدر مدرس امام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غزالی تھے دنیا کی پہلی یونیورسٹی تھی ۔

اس کے بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں ترکوں نے دمشق ، حلب، حماد ، حمص ، بعلبک اور یروشلم میں متعدد مدرسے قائم کئے ۔ ان مدرسوں کے نام التاجیہ (بغداد)، الترخانیہ (دمشق)، الامینیہ (دمشق)، الصلاحیہ (بیت المقدس)، الفاضلیہ ، العادلیہ السیطیہ ، الشریطیہ ، العمریہ ، العمادیہ ، الاسدیہ ، المجاھدیہ ، الریحانیہ ، المستنصریہ تھے اور پھر مدرسہ عبدالقادر جیلانی مدرسہ ابوحنیفہ اور مرجانیہ تیرھویں اور چوھدویں صدی میں قائم ہوئے ۔

سلاجقہ روم

سلاجقہ روم نے بھی اسی قسم کے تعلیمی ادارے ارض روم ، سیورس ، قونیہ ، سنوپ ، قیصریہ ، قیر شہر ، ارگپ ، کوتاھیہ ، بے شہر، فیسا اور اناطولیہ کے دوسرے شہروں میں قائم کئے ۔ ہر مدرسے کے ساتھ اوقاف کی جائیداد ہوتی تھی جس سے اخراجات پورے کئے جاتے تھے اساتذہ کی تنخواھیں بھی اوقاف کی آمدنی سے ادا ہوتی تھیں اور بعض صورتوں میں طلبہ کو وظیفے بھی اسی آمدنی سے دیئے جاتے تھے ۔ تاکہ وہ معاش کی فکر سے آزاد ہو کر یکسوئی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں ۔ ہر مدرسہ کا ایک وقف نامہ ہوتا تھا ۔ لیکن ابھی تک ہمیں ان مدرسوں کی مدت تعلیم کے بارے میں کوئی قطعی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں ۔

قرہ تائے مدرسہ ، جسے سلجوقی دور میں قونیہ میں قائم کیا گیا تھا ، اس کے وقف نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ دو حصوں میں تقسیم تھے۔ ایک حصہ فقیہہ کہلاتا تھا اور دوسرا ملازم (۳۱)۔ عثمانی دور کے مدرسوں میں بھی طلبہ ان ھی دو حصوں میں تقسیم تھے جیسا کہ آگے بتایاگیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ قیر شہر کے جاجابے مدرسہ کے وقف نامہ میں ایک غیر معمولی دفعہ بھی نظر آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ طلبہ کو اپنی تعلیم تین سال میں مکمل کر لینی چاہیئے۔

اساتذہ جن مضامین کی تعلیم دیتے تھے وقف ناموں میں اسکی وضاحت ہوتی تھی۔ نظامیہ بغداد میں اگر ایک معلم اسلامی فقہ کی تعلیم دیتا تھا تو دوسرا ادب کی اور تیسرا دینیات کی۔ قرہ تائے مدرسہ کے وقف نامہ میں منجملہ دوسری باتوں کے یہ تاکید بھی کی گئی تھی کہ استاد کو فقہ اسلامی حدیث، تفسیر، اصول فقہ اور اصول حدیث میں کامل ہونا چاہیئے اور یہ کہ استاد فقہ حنفی کا پیرو ہو۔

قونیہ کے التون ابا مدرسے کی دستاویز میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ استاد کیلئے حنفی ہونا ضروری ہے۔ سیورس کے گوک مدرسہ کے کاغذات میں مدرس کیلئے شافعی ہونے کی پابندی لگائی گئی ہے۔ لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر شافعی مدرس دستیاب نہ ہو تو حنفی مدرس کو مقرر کیا جا سکتا ہے۔ پرانے اور بڑی عمر کے طلباء میں سے کسی ایک کو مدرس کا معاون بنا دیا جاتا تھا اور اس کو معید کہا جاتا تھا۔ اناطولیہ کے ہر مدرسہ میں دو معید ملازم ہوتے تھے۔ لیکن قونیہ کے مدرسہ قرہ تائے میں صرف ایک معید تھا اور سیورس کے مدرسہ برجیہ میں تین معید تھے۔

سلجوقی دور کے مدرسوں میں ڈپلوما کو اجازۃ کہا جاتا تھا۔ یہ علم حدیث کی ایک اصطلاح ہے۔ یہ اجازہ مدرس اپنے نام سے دیتا تھا اور مدرسہ کا نام نہیں لیا جاتا تھا۔ مغربی یونیورسٹیوں میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے امتحانات کا جو طریقہ رائج ہے وہ اجازہ کے اسی طریقہ سے لیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اناطولیہ کے سلجوقی مدرسوں میں خصوصی اعلی تعلیم کا انتظام بھی تھا ۔ یہ نظام عراق اور شام کے نظاموں سے مختلف تھا ۔ اس قسم کے مدرسے دارالحدیث ، دارالفقہ اور مدرسہ طب کہلاتے تھے ۔ مثلاً قونیہ کے انجہ مدرسہ اور سرچالی مدرسہ میں صرف طب کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ قیر شہر اور کوتاھیہ کے مدرسوں میں علم ہیئت اور علم نجوم کی تعلیم کا انتظام تھا ۔ دارالحدیث میں آنحضرت ﷺ کی سیرت ، آثار صحابہ اور علم درایت کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ جہاں تک دارالفقہ یا فقہی مدرسوں کا تعلق ہے ۔ وہ علم فقہ کی تعلیم سے تعلق رکھتے تھے اور ان میں عبادات ، معاملات ، دیوانی اور تعزیری قوانین ، نظام عدل ، بین الاقوامی قانون علم الفرائض یعنی قانون وراثت کی تعلیم دی جاتی تھی۔

سلجوقیوں کے بعد جب اناطولیہ میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں تو ان میں سے دانش مند خاندان اور ارتق اور غللری (آل ارتق) نے بارھویں اور تیرھویں صدی میں کئی اھم مدرسے قائم کئے ۔ ان کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا اور اس روایت کی ایلخانیوں نے اور ان کے بعد قائم ہونے والی ریاستوں نے خصوصاً قرہ مانلی ریاست نے قائم رکھا ۔

عثمانی دور

عثمانی دور کے مدرسے فی الحقیقت سلجوقی دور کے مدرسوں کا تسلسل ھیں اور ان میں تعلیم اسی طرز پر دی جاتی تھی ۔ آل عثمان کے دور کا پہلا مدرسہ بروصد کے قریب ازنیق کے مقام پر قائم کیا گیا تھا ۔ دوسرے عثمانی سلطان اور خان غازی کے زمانہ میں اس مدرسہ کے صدر مدرس مشہور ترک عالم داؤد قیصری [۴] تھے ۔ عثمانی مدرسوں میں تعلیم دینے کیلئے نہ صرف اناطولیہ سے بلکہ ایران ، ترکستان ، مصر ، شام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اسلامی دنیا کے دوسرے حصوں سے علماء کو دعوت دیکر بلایا جاتا تھا ۔ فتح استنبول کے بعد عثمانی سلاطین اور دوسرے افراد نے شہر میں بکثرت مدرسے قائم کئے ۔ سلطنت عثمانیہ کے یورپی حصہ کے چھوٹے اور بڑے شہروں میں بھی مدرسے قائم کئے گئے ۔ اسی طرح ان شہروں میں کتب خانے بھی قائم کئے گئے جو ترکی میں قیام جمہوریت تک موجود تھے ۔

ان مدرسوں کے وقف ناموں کو اور ان کے قوانین اور ضوابط کو یا تو حکمرانوں کے احکام کے مطابق مرتب کیا جاتا تھا ۔ یا ان کو ممتاز امراء اور علمائے دین مرتب کرتے تھے ۔ ان میں بتایا جاتا تھا کہ مجلس انتظامیہ کے ارکان کس طرح منتخب کئے جائیں ۔ وہ کس صلاحیت کے ہوں اور وہ مدرسہ کو کس طرح چلائیں ۔ وقف ناموں میں ان زمینوں ، دکانوں اور جائیدادوں سے ہونے والی آمدنی کا ذکر ہوتا تھا جو مدرسہ کیلئے وقف کی جاتی تھیں ۔ ان وقف ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی مجلس انتظامیہ حسب ذیل افراد پر مشتمل ہوتی تھی ۔

لجنہ التاویلیہ (مجلس متولیاں) ، کتاب یعنی کلرک اور منشی جابیان (آمدنی وصول کرنے والے محصل) اور محاسب ۔

ان تمام منتظمین اور ملازمین کو ان کے کام کا معاوضہ ادا کیا جاتا تھا ۔ ان کے کام کی پہلی ذمہ داری صدر اعظم پر ہوتی تھی اس کے بعد دیوان عالی یعنی عدالت عالیہ نگران ہوتی تھی ۔ مجلس متولیان اور نگرانوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں سلطان یا بے ثالثی کے فرائض انجام دیتا تھا . اساتذہ اور طلباء کے حقوق اور انکے باھمی تعلقات کا عام طور پر ضوابط اور قوانین میں تعین کر دیا جاتا تھا ۔ اساتذہ اور طلبہ کی حاضری کا حساب رکھنے کیلئے ایک افسر ہوتا تھا جو نقطہ جی کہلاتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھا ۔ اساتذہ کا عملہ مدرسوں (پروفیسر) اور ان کے معاونوں (معید) پر مشتمل ہوتا تھا ۔ ۔

نصاب تعلیم مکمل کرنے کے بعد طالب علم کو اجازہ مل جاتا تھا اور وہ کسی بھی مدرسہ میں درس وتدریس کا پیشہ اختیار کر سکتا تھا اور اگر وہ ایک مجلس علماء کے آگے بعض امتحانی سوالوں کا صحیح جواب دینے کے قابل ہوتا تھا تو وہ کسی بھی مدرسہ میں مدرس (پروفیسر) مقرر ہو سکتا تھا ۔ ان سوالوں کے جواب میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے امیدوار کے لئے اعلی صلاحیت کا مظاہرہ کرنا ضروری ہوتا تھا ۔ عملہ اساتذہ کو مدرسہ کے اندر ایک خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا ۔ پڑھائی ہفتہ میں چار دن ہوتی تھی ۔ منگل ، جمعرات اور جمعہ کو چھٹی ہوتی تھی ۔

وہ بچے جو ابتدائی مدرسہ میں تعلیم مکمل کر لیتے تھے وہ مدرسوں میں ثانوی درجہ کی سطح پر داخل ہوتے تھے ۔ جب وہ یہاں کا نصاب مکمل کر لیتے تھے وہ ان کو اعلی مدرسہ میں داخلہ مل جاتا تھا ۔ مدرسہ کے طلبہ نجی دارالاقامہ میں رہتے تھے جن کی عمارت مدرسہ سے ملحق ہوتی تھی ۔ طلبہ کو وظائف دیئے جاتے تھے جو ان کے جیب خرچ اور مختلف ضروریات پوری کرنے کیلئے ہوتے تھے ۔ رہائش اور کھانے کا انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوتا تھا ۔ ان مدرسوں کے نصاب دو حصوں میں تقسیم تھے ۔

علوم عالیہ

(امدادی علوم) ۔ اس نصاب کے تحت دینیات ، منطق ، فن خطابت ، لغت ، ادب ، حساب ، جیامیٹری (ہندسہ ، علم ہیئت ، فلسفہ ، تاریخ اور جغرافیہ کی تعلیم دی جاتی تھی) ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علــوم عــالیه (اعلی علــوم) اس نصاب کے تحت مطالعه قرآن ، حدیث اور اصول حدیث ، فقه اسلامی اور اصول فقه عقائد اسـلام اور تفسیر قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی ۔

مذکورہ بالا مضامین میں سے ہر مضمون کی درسی کتابیں مقرر تھیں ان کے علاوہ ان موضوعات پر بلند پایه حنفی علماء کی وہ کتابیں بھی پڑھائی جاتی تھیں جو اب بھـی حوالـه کی کتابـوں کی حیثیـت سے قدروقیمت رکھتی ھیں اور اسلامی ادب عالیه کا ایک حصه ھیں ۔

انیسو یں اور بیسو یں صدی کا تعلیمی نظام

عثمانی خلافت کی گرفت جب بلقان میں کمزور ہونا شروع ہوئی تو ترکوں نے یورپ سے اپنی پسپائی کے سماجی ، ثقافتی ، فنی اور فوجی اسباب پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کیا ۔ عثمانی ترکوں کا یورپ سے پہلا تعلق فوجی اور سیاسی میدانوں میں تصادم کی شکل میں ہوا تھا اور ترک پانچ سو سال تک یورپ کے ایک بڑے حصه میں موجود رہے تھے ۔ یورپ سے اس قریبی تعلق کی وجه سے ترک اسلامی دنیا کی پہلی قوم تھی جو مغربی تصورات سے متاثر ہوئی ۔ مغرب کے ان اثرات نے ترکوں کے اندر ایک رد عمل پیدا کیا ۔ مدرسه کا قدیم تعلیمی نظام ایسا تھا جس میں تحقیق اور جدت کے راستے بند تھے ۔ اس لئے عثمانی ترکوں

دوسری مشروطیت کے زمانے میں ۱۹۱۰ ء ، ۱۹۱۴ ء ، ۱۹۱۷ ء میں اور اس کے بعد ۱۹۱۹ ء اور ۱۹۲۲ ء میں مدرسوں کے قدیم نظام میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں وسعت پیدا کی گئی ۔ دارالخلافت عـالیه کے نام سے نئے مدرسے قائم کئے گئے ۔ان میـں مدرسة الواعظیـــن دارالخلافه مـدرسه لـری (یعنی دارالخلافـه کے مدرسے) اور مدرسه المتخصصین اسلامی علوم کی توسیع کا باعث ہوئے ۔ ان مدرسوں کا نظام ایک مرکزی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تنظیم کے تحت تھا اور ان میں حسب ذیل مضامین کی تعلیم دی جانے لگی ۔

قرآن ، تفسیر قرآن ، حدیث ، فقہ ، اصول فقہ ، مابعد الطبیعات ، فلسفہ ، عربی ، منطق ، علم کلام ، بلاغت ، عربی ادب، سیرت ، قصص الانبیاء ، تاریخ اسلام ، تقابل مذاہب ، ترکی زبان ، فارسی ، جغرافیہ ، ریاضی ، نفسیات ، حفظان صحت ، معاشیات ، خطاطی ، فرانسیسی ، انگریزی ، جرمن اور روسی ۔

ابتدائی جمہوری دور

ترکی میں قیام جمہوریت کے بعد ۱۹۲۴ ء میں توحید تدریسات یعنی یکساں نصاب تعلیم کا قانون نافذ کیا گیا جس کے بعد ترکی میں تمام دینی مدرسے بند کر دیئے گئے اور ان کی جگہ امام خطیب مدرسے قائم کئے گئے تاکہ مسجدوں کی ضرورت پوری کی جا سکے ۔ اس قسم کے اولین مدرسے ستمبر ۱۹۲۴ ء میں قائم ہوئے اور ان کی تعداد انتیس تھی ۔ ۱۹۲۶ ء میں یہ تعداد بیس رہ گئی ۔ ۱۹۲۷ ء میں دو مدرسے رہ گئے ۔ یہ دو مدرسے بھی ۱۹۳۰ ء میں بندھ کر دیئے گئے ان کی آخری کھیپ ۱۹۳۳ ء میں نکلی ۔

ترکی میں پہلی یونیورسٹی دارالفنون کے نام سے ۱۹۰۰ ء میں قائم کی گئی تھی جو بعد میں استنبول یونیورسٹی بنی ۔ اس میں پانچ شعبے تھے جن میں ایک دینیات کا شعبہ تھا ۔ ۱۹۱۹ء کی تعلیمی اصلاحات میں یہ شعبہ ختم کر دیا گیا ، لیکن ۱۹۲۴ ء میں " الھیات فیکلٹی " کی شکل میں پھر قائم کر دیا گیا ۔ اس کے بعد جب ۱۹۳۳ ء میں استنبول یونیورسٹی میں اصلاحات کی گئیں تو یہ فیکلٹی بھی ختم کر دی گئی اور اس کی جگہ اسلام تدقیق لری انستی توسو (اسلامی تحقیقات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا انسٹی ٹیوٹ) قائم کیا گیا جو شعبہ ادبیات (فیکلٹی آف آرٹس) سے ملحق تھا ۔ یہ انسٹی ٹیوٹ بھی زیادہ نہیں چل سکا اور صرف ایک مضمون " دین اسلام اور اس کا فلسفہ " تک محدود کر دیا گیا ۔ اس کی تعلیم مرحوم محمد شرف الدین یالت قیا (٦) (١٨٧٩ ء تا ١٩٤٧ ء) ١٩٣٢ ء تک دیتے رہے ۔ اس سال وہ شعبہ مذہبی امور کے رئیس مقرر کئے گئے اور یہ انسٹی ٹیوٹ بند کر دیا گیا ۔ ١٩٥٤ ء میں یونیورسٹی کے شعبہ ادبیات میں پروفیسر ذکی ولیدی طوغان (٧) کی سربراھی میں اسلامی مطالعہ کے ادارے (ISLAM ARASTIRMALARI INSTITUSU) کے نام سے ایک نیا ادارہ قائم کیا گیا جو اب بھی موجود ہے، لیکن اب یہ تعلیمی ادارہ نہیں ہے بلکہ تحقیقاتی ادارہ ہے ۔

جمہوریہ ترکی کے ابتدائی سالوں میں دینی تعلیم کے زوال کی وجہ یہ تھی کہ ١٩٢٨ ء میں ترکی کو ایک سیکولر ریاست قرار دیدیا گیا تھا ، جس کے بعد ریاست کا مذہب سے تعلق ختم ہو گیا تھا ۔ یہ بات سیکولر ازم کی غلط تعمیر کا نتیجہ تھی ۔ اس غیر معقول طرز عمل کے اسباب حسب ذیل تھے ۔ ۔

(١) بعض ترک مفکر جو اگرچہ اقلیت میں تھے ۔ انیسویں اور بیسویں صدی کے مذہب دشمن نظریہ اور فلسفہ ثبوتیت (POSITIVISM) ۔کے تحت اسلام کو سلطنت عثمانیہ کے زوال کی سب سے بڑی وجہ سمجھتے تھے ۔

(٢) پہلی جنگ عظیم (١٩١٤ء تا ١٩١٨ ء) کے دوران جبکہ ترک مغرب کی سامراجی حکومتوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے عربوں نے ترک مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا جس کی وجہ سے ترک قوم پرستوں کی نظر میں اسلام کی وقعت نہیں رہی ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) ترکی جمہوریہ کے بانیوں میں اکثریت ان فوجی افسروں کی تھی جو ثبوتیت کے نظریہ اور مغربیت اور ترک قوم پرستی کے تصورات سے متاثر تھے ۔ اس بات نے ان کو سیکولر ازم کا کٹر حامی بنا دیا تھا ۔ مصطفی کمال سیکولر ازم کے زبردست حامی تھے ۔ اگرچہ انہوں نے اشتراکی روس کی طرح مذہب کے خلاف مہم نہیں چلائی ۔ ان کا مقصد اسلام کو ختم کرنا نہیں تھا بلکہ اسکو ریاست سے بیدخل کرکے نجی عبادت اور عقیدے تک محدود کرنا تھا ۔ لیکن اس کے باوجود اتا ترک اور ان کے جانشینوں نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی کہ ترکی میں دینی مدرسے کو اسی قسم کی خود مختاری مل جائے جو ترکی میں عیسائی اور یہودی اقلیتوں کے مدرسوں کو حاصل ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر اسلامی تعلیمی اداروں کو مکمل خود مختاری دے دی گئی تو ان اداروں پر رجعت پسند عناصر قابض ہو جائیں گے ۔ چنانچہ جب ۱۹۲۴ ء میں توحید تدریسات کے قانون کے تحت تمام تعلیمی اداروں کو وزارت تعلیم کے تحت کر دیا گیا تو مذہبی مدرسوں کو بھی سرکاری تحویل میں لے لیا گیا لیکن مذہبی امور کا محکمہ وزیر اعظم کے تحت کر دیا گیا ۔ محکمہ کا کام مسجدوں کے اماموں کی تربیت ، عبادت کا انتظام اور خطبوں کی نگرانی قرار دیا گیا ۔ چنانچہ اس وقت تک ترکی میں مغربی ملکوں کے کلیسا کی طرح کوئی خود مختار دینی ادارہ موجود نہیں ۔ اس طرح ترکی میں دینی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے " عہد جاہلیت "[8] کا آغاز ہوا جو ۱۹۲۴ ء سے ۱۹۴۹ ء تک رہا ۔

حفظ قرآن کے مدرسے

۱۹۳۳ ء سے ۱۹۳٦ ء تک ترکی میں باضابطہ مذہبی تعلیم کی ضرورت پر بہت کم زور دیا گیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۳۳ ء سے ۱۹۴۹ ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک اسلام تدقیق لری انسٹی ٹیوٹ سے قطع نظر سرکاری طور پر دینی تعلیم کا انتظام صرف ان ابتدائی اسباق میں تھا ۔ جو حفظ قرآن کے نصاب (COURSE) کہلاتے تھے اور جہاں قرآن حفظ کرایا جاتا تھا ۔ ان اسباق کا انتظام محکمہ امور مذھبی انجام دیتا تھا اور ان پر بھی وزارت تعلیم کی کڑی نگرانی ہوتی تھی ۔ ان نصابوں کا انتظام ۱۹۲۵ ء میں کیا گیا ۔ اس سال یہ نصاب صرف دس اسباق پر مشتمل تھا ۔ ہر سبق میں ۱۹۳۱ ء تک اوسطاً ۳۵ طلبہ ہوتے تھے ۔ جب یہ مقبول ہو گئے تو ان نصابوں کی تعداد اکسٹھ ہو گئی ۔ اساتذہ کی تعداد ٦٥ تک اور طلبہ کی تعداد دو ہزار اکیس مردوں اور سات سو چوالیس خواتین تک پہنچ گئی ۔ اس تعداد میں اب بھی برابر اضافہ ہو رہا ہے ۔ درس کر کمروں اور دارالاقامہ وغیرہ کی حالت بہتر بنائی گئی ہے ۔ یہ تعلیم بھی اب تک وزارت تعلیم کی کڑی نگرانی میں ہے (۹) تعلیم تلاوت اور حفظ قرآن تک محدود ہوتی ہے جس میں دو سے تین سال صرف ہوتے ھیں ۔ ساری تعلیم رضاکارانہ ہے ۔

سیکولر ترکی میں دین کی اس بے بسی نے سنگین اور سخت قسم کے مسائل پیدا کر دیئے ۔ نئی مسجدوں کی تعمیر کی وجہ سے اور دوسری عالمی جنگ کے بعد مذھبی تعلیم میں توسیع کی وجہ سے ایسے باصلاحیت علماء کی کمی محسوس ہونے لگی جو امامت کے فرائض اور دوسرے دینی امور انجام دے سکیں ۔ کیونکہ علماء کی تربیت کا کام ایک پشت سے عملاً بند ہو گیا تھا ۔ اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اب یہ مناصب ان پڑھ اور جاھل لوگوں سے پر کئے جائیں گے ۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سیکولر ازم پر اس کٹر اور بے لوچ انداز پر عمل کے خلاف وسیع پیمانہ پر رد عمل شروع ہو گیا (۱۰) ۔ اور سیکولر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ازم کی اس تعبیر کو جو حکمران پارٹی پیش کر رہی تھی ترک عوام کی اقدار کے خلاف سمجھا گیا ـ ۱۹۵۰ ء کے بعد سیکولر ازم کی وسیع اور روادارانہ تعبیر کی جانے لگی ـ اس تعبیر کے نتیجے میں خود ریاست کی طرف سے نئے اور مذہبی تعلیمی ادارے قائم ہونا شروع ہو گئے اور اب جمہوریہ ترکی اگرچہ سیکولر ازم ریاست ہے ـ لیکن مذہبی تعلیم اور سرگرمیوں کیلئے ریاست مالی امداد فراہم کرتی ہے ـ

امام خطیب مدرسے

۱۹۵۰ ء کے بعد امام خطیب مدرسوں میں خصوصی مڈل اور ثانوی مدرسے قائم کئے گئے تاکہ امام اور مبلغین کی تربیت کی جا سکے ـ یہ مدرسے ۱۹۲۴ ء کے قانون کے تحت وزارت تعلیم کی طرف سے قائم کئے گئے ـ اس مقصد کیلئے وزارت تعلیم نے شہریوں کا تعاون حاصل کیا اور ان سے مالی امداد حاصل کی ـ ان مدرسوں میں عربی ، فارسی ، قرآن ، تفسیر ، حدیث ، فقہ ، کلام اور فلسفہ کی تعلیم دی جاتی ہے ـ یہ مضامین نصاب کے چالیس فیصد حصہ پر مشتمل ہوتے ہیں باقی مضامین طبیعیات، کیمیا ، سائنس اور ریاضی وغیرہ جدید علوم پر مشتمل ہوتے ہیں ـ ان مدرسوں کا ترکی میں خیر مقدم کیا گیا ـ ۱۹۷۰ ء میں امام خطیب مدرسوں کی تعداد بہتر تک اور طلبہ کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی ـ

۱۹۷۵ ء میں ایک نیا قانون نافذ ہوا جس کے تحت امام خطیب مدرسوں کو امام خطیب کالج بنا دیا گیا اور کالجوں کے مطابق ان کی تنظیم نو کی گئی ـ ۱۹۷۶ء میں ان مدرسوں کی تعداد ایک سو اکہتر ہو گئی اور فروری ۱۹۷۷ ء میں دو سو اڑتالیس (۲۴۸) ہو گئی ـ اب ان مدرسوں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فنون (آرٹس) اور فزیکل سائنس کے شعبہ میں داخلہ لے سکتے ھیں ۔ ۱۹۷۵ ء سے پہلے یہ طلبہ یونیورسٹیوں میں داخلہ نہیں لے سکتے تھے (۱۱)۔

قیام جمہوریت کے ابتدائی زمانے میں ابتدائی مدرسوں کے نصاب میں مذہبی تعلیم کا انتظام تھا ، لیکن ۱۹۳۵ ء کے بعد مذہبی تعلیم کو نصاب سے خارج کر دیا گیا ۔ ۱۹۴۹ ء میں یہ طریقہ پھر بحال کر دیا گیا ، لیکن اب وہ نصاب کا حصہ نہیں تھا اور طالب علم رضاکارانہ طور پر تعلیم حاصل کر سکتا تھا یہ صورت حال اب تک قائم ہے ۔ ۱۹۵٦ء میں اس کی توسیع مڈل اسکولوں تک اور ۱۹٦۷ء میں ھائی اسکولوں تک کر دی گئی ۔

۱۹۴۹ء میں پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا جس کا مقصد یونیورسٹیوں میں دینیات کا شعبہ قائم کرنا تھا ۔ یہ بل طویل مباحثے کے بعد جون ۱۹۴۹ ء میں منظور کر لیا گیا اور اس کے بعد انقرہ یونیورسٹی میں ایک فیکلٹی نے کام شروع کر دیا ۔ ۱۹۴٦ء کے قانون کے مطابق اس فیکلٹی کو خود مختاری حاصل ہے ۔ ترکی زبان میں اسکول الھیات فیکلٹی کہا جاتا ہے ۔ اس کے عملہ میں برابر اضافہ ھو رہا ہے اور اس کے لئے عمارتیں بھی علیحدہ تعمیر کی گئی ھیں ۔ اتا ترک یونیورسٹی ارض روم میں بھی اسلامی علوم کے شعبہ کے نام سے ایک فیکلٹی قائم ہے ۔

۱۹۷۳ ء سے یہاں عربی ، فارسی ، تفسیر ، حدیث ، اسلامی تاریخ ، سیرت ، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ یہ تعلیم آٹھ سمسٹروں میں مکمل کی جاتی ہے ۔

اعلی اسلامی تعلیم کے ادارے

انقرہ اور ارض روم کی یونیورسٹیوں کے مذکورہ بالا اسلامی شعبوں کے علاوہ یونیورسٹی کی سطح پر اعلی اسلامی تعلیم کے لئے بھی کئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادارے قائم کئے گئے ہیں جن کو یوکسیک اسلام انستی توسو (YUKSEK ISLAM INSTITUSU) کہا جاتا ہے۔ یہ بھی وزارت تعلیم کے تحت قائم کئے گئے ہیں ۔ اس سلسلے کا پہلا انسٹی ٹیوٹ ۱۹۵۹ ء میں استنبول میں قائم کیا گیا اور اب (۱۹۷۷ ء) ان کی تعداد سات ہو چکی ہے[۱۲] اعلی تعلیم کے ان اداروں کا نصاب تعلیم تقریباً وہی ہے جو انقرہ اور ارض روم کی یونیورسٹیوں کے شعبہ اسلامیات کا ہے۔ امام خطیب کالجوں کے فارغ التحصیل طلبہ ان اداروں میں جو یونیورسٹی کی سطح پر ہیں داخلہ لے سکتے ہیں جبکہ ان اعلی تعلیمی انسٹیٹیوٹوں کے سند یافتہ وسطانی مدرسوں اور کالجوں میں اساتذہ کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دے سکتے ہیں اور مفتی کے منصب پر اور مساجد میں امام کے عہدوں پر بھی فائز ہو سکتے ہیں ۔

ان تعلیمی اداروں کے علاوہ جو عوام کو اسلام اور اس کی اقدار سے باخبر رکھنے کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں ترکی میں کچھ دوسرے ادارے بھی ہیں جو اسلامی کلچر کو بالواسطہ طریقہ پر عوام تک پہنچا رہے ہیں ۔ ان میں چند اہم یہ ہیں ۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن ۔ ہفتہ کے مخصوص دنوں اور اوقات میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اسلام سے متعلق تقریریں ہوتی ہیں ۔ ان کے علاوہ ہفتہ وار مذہبی پروگرام بھی ہوتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن ۔ عیدالفطر ، عیدالاضحیٰ ، دوسری تعطیلات اور مذہبی مراسم کے موقعوں پر کئی کئی گھنٹے کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں ۔

۱۹۷۶ ء میں استنبول میں یونیورسٹی کی سطح پر ایک باضابطہ مدرسہ قائم کیا گیا تھا جس میں اسلامی فن تعمیر اور فنون لطیفہ پر درس دیئے گئے ۔ فنون لطیفہ سے اسلامی فن تعمیر تذہیب اور خطاطی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مراد ھیں ۔

مذھبی تعلیم کا دوسرا بالواسطہ ذریعہ مسجد بھی ہے ۔ ترکی میں مساجد کی کل تعداد ستر ھزار سے زیادہ ہے۔ اس تعداد کو دیکھ کر ان کے اثرات اور اھمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ان مختلف قسم کے تعلیمی اداروں کی وجہ سے ترکی میں ایک نئی نسل تیار ھو رھی ہے جو اپنے تعلیمی نصاب کی وجہ سے زیادہ متوازن ہے اور جس سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب کے درمیان بہتر توازن قائم کر سکے گی ۔

امام خطیب مدرسوں کی تعداد

ترکی کے تعلیمی نظام اور مدرسوں سے متعلق مذکورہ بالا تفصیلات استنبول یونیورسٹی کے پروفیسر صالح توغ کے مقالوں پر مبنی ھیں ۔ اب روزنامہ ینی آسیا ، استنبول کی مختلف اشاعتوں کی مدد سے اس سلسلے میں مزید دلچسپ اور مفید معلومات پیش کی جا رھی ھیں ۔ ١٦ جولائی ١٩٧٧ ء کے ینی آسیا میں نجم الدین شاھینر (١٣) لکھتے ھیں کہ امام خطیب اسکولوں کا آغاز ڈیموکریٹ پارٹی کے دور میں ھوا اور ١٩٧٧ ء تک ان کی تعداد ٢٣٨ ھو گئی ۔ ذیل کی جدول سے معلوم ھوگا کہ ھر تعلیمی سال میں کتنے مدرسے کھولے گئے ۔

١٩٥١ء	تا	١٩٥٢ء	کا تعلیمی سال	٧
١٩٥٣ء	تا	١٩٥٤ء	"	٨
١٩٥٤ء	تا	١٩٥٥ء	"	١
١٩٥٦ء	تا	١٩٥٧ء	"	١
١٩٥٨ء	تا	١٩٥٩ء	"	٢
١٩٦٢ء	تا	١٩٦٣ء	"	٧

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۶۵ء	تا	۱۹۶۶ء	„	۴
۱۹۶۶ء	تا	۱۹۶۷ء	„	۱۰
۱۹۶۷ء	تا	۱۹۶۸ء	„	۱۸
۱۹۶۸ء	تا	۱۹۶۹ء	„	۱۱
۱۹۶۹ء	تا	۱۹۷۰ء	„	۲
۱۹۷۰ء	تا	۱۹۷۱ء	„	۱
۱۹۷۴ء	تا	۱۹۷۵ء	„	۲۹
۱۹۷۵ء	تا	۱۹۷۶ء	„	۷۰
۱۹۷۶ء	تا	۱۹۷۷ء	„	۷۷

اعلی اسلامی تعلیم کے اداروں کا آغاز بھی ڈیموکریٹ پارٹی کے دور میں ہوا ۔ اس کے بعد اب تک اعلی اسلامی تعلیم کے نو ادارے قائم ہو چکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے ۔

۱ ـ	استنبول کا ادارہ	(انسٹی ٹیوٹ)	۱۹۵۹ء
۲ ـ	قونیہ کا ادارہ	(„)	۱۹۶۲ء
۳ ـ	قیصری کا ادارہ	(„)	۱۹۶۵ء
۴ ـ	ازمیر کا ادارہ	(„)	۱۹۶۶ء
۵ ـ	ارض روم کا ادارہ	(„)	۱۹۶۹ء
۶ ـ	بروصہ کا ادارہ	(„)	۱۹۷۵ء
۷ ـ	سامسون کا ادارہ		۱۹۷۶ء
۸ ـ	ایسکی شہر کا ادارہ	(„)	۱۹۷۷ء
۹ ـ	یوزگت کا ادارہ		۱۹۷۹ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آخر الذکر انسٹی ٹیوٹ کے بارے میں ینی آسیا مورخہ ۵مارچ ۱۹۸۰ ء میں خبر دی گئی تھی کہ یہ ادارہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ ء کو کھل جائے گا ۔ اس جگہ یہ بات قابل غور ہے کہ امام خطیب مدرسے اگرچہ ۱۹۵۱ ء سے قائم ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن۱۹۷۴ ء تک صرف بہتر (۷۲) مدرسے قائم ہوئے اس کے بعد جب ملی سلامت پارٹی ۱۹۷۴ ء میں حکومت میں شریک ہوئی تو ۱۹۷۴ ء سے ۱۹۷۷ ء تک صرف تین سالوں میں ایک سو پچھتر (۱۷۵) نئے مدرسے قائم ہوئے ۔ اسی طرح اعلی تعلیم کے اسلامی انسٹی ٹیوٹ ۱۹۵۹ ء سے ۱۹۶۹ ء تک دس سال کی مدت میں صرف پانچ قائم ہوئے ۔ جبکہ ۱۹۷۵ ء اور ۱۹۷۷ ء کے درمیانی صرف دو سال میں تین مزید کالج قائم ہوئے ۔ ملی سلامت پارٹی ۱۹۷۴ ء سے ۱۹۷۷ ء کے آخر تک عدالت پارٹی اور ملی حرکت پارٹی کے ساتھ مخلوط حکومت میں شریک تھی ۔

ترکی کے قانون کے مطابق اگر کسی شہر کے باشندے اپنے خرچ پر مدرسہ امام و خطیب قائم کر لیں تو حکومت ان کو منظور کرنے پر مجبور ہے ۔ عام طور پر حکومتیں ایسے موقع پر لیت ولعل سے کام لیتی رہتی ہیں ۔ خصوصاً فوجی حکومتیں اور ری پبلکن پیپلز پارٹی کی حکومتیں ۔ ملی سلامت پارٹی اور عدالت پارٹی کے تعاون کے زمانہ میں یہ رکاوٹ ختم ہو گئی ۔ اس لئے اس مدت میں کثرت سے دینی مدرسے قائم ہوئے ۔

خلیل احمد حامدی صاحب نے جو معلومات فراہم کی ھیں ان سے معلوم ھوتا ہے کہ ۱۹۶۸ ء میں اعلی اسلامی تعلیم کے جو چار مدرسے قائم تھے ان میں طلبہ کی تعداد ڈھائی ہزار تھی اور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۸ ء تک ان چاروں کالجوں سے ۷۶۵ طلبہ فارغ التحصیل ہو چکے تھے ۔ [۱۳]۔ اسی طرح انقرہ یونیورسٹی کے الٰہیات کالج میں ۱۹۶۸ ء میں ۴۸۳ طلبہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیر تعلیم تھے اور اس وقت تک ۶۰۲ طلبه کالج سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے ۔ ۱۹۶۸ ء میں مدارس حفظ قرآن کی تعداد چار ہزار چار سو چالیس تھی ۔ اور ان میں ایک لاکھ چالیس ہزار لڑکے اور لڑکیاں زیر تعلیم تھیں ۔ امام خطیب مدارس میں ۱۹۶۸ ء میں تین مدرسے صرف عورتوں کیلئے تھے ۔ ان میں استانی کے فرائض بھی عورتیں انجام دیتی تھیں ۔ ان مدرسوں سے فارغ ہونے والی طالبات ثانوی مدارس میں دینیات کی معلمه کی حیثیت سے فرائض انجام دیتی ہیں (۱۵)۔

استنبول کا مدرسه

ینی آسیا ۲ دسمبر ۱۹۷۸ ء میں استنبول میں اعلی تعلیم کے پہلے اسلامی انسٹی ٹیوٹ کے بارے میں بعض دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں ۔ جنہیں ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۰ جون ۱۹۵۹ ء کو ایک نیا قانون نافذ ہوا جس میں اعلی اسلامی تعلیم کا مدرسه قائم کرنے کا فیصله کیا گیا ۔ اس قسم کے پہلے مدرسه کا افتتاح ۱۹ نومبر کو محله چار شنبه کے امام خطیب اسکول میں کیا گیا ۔ تین ماه بعد اس مدرسه کو فندقلی ،میں نامق کمال اسکول کی بالائی منزل میں منتقل کر دیا گیا ۔ اکتوبر ۱۹۶۶ ء کے آخر تک یه مدرسه اسی عمارت میں رہا ۔ پھر ۲۳ اکتوبر کو انسٹی ٹیوٹ محله اسکو داربالغلرباشی کی موجوده نئی عمارت میں منتقل کر دیا گیا اور اب تک اسی میں قائم ہے۔

انسٹی ٹیوٹ کا مقصد اسلامی علوم میں ماہر علماء تیار کرنا تھا ۔ چنانچه انسٹی ٹیوٹ نے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام شروع کر دیا ۔ اس کی تفصیل ڈاکٹر علی فواد باشگل (۱۶) سے سنئے ۔ وه کہتے ہیں ۔

„ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۹ ء کو وزارت تعلیم کے خصوصی دفتر کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیکریٹری نے مجھے ٹیلیفون پر بتایا کہ وزیر تعلیم جن کا ڈیموکریٹ پارٹی سے تعلق تھا ۔ مجھ سے ملنے کیلئے سہ پہر کو آ رہے ہیں ۔ وزیر تعلیم عاطف بندرلی اوغلو (BENDERLIOGLU) انقرہ یونیورسٹی کے شعبہ قانون کے سابق طالب علم رہ چکے ہیں ۔ چنانچہ وہ وقت پر پہنچ گئے اور مزاج پرسی کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا ,, میرے عزیز استاد میری آپ سے ایک درخواست ہے اور وہ یہ کہ استنبول میں قائم ہونے والے یوکسک اسلام انسٹی ٹیوٹ میں مدیر (ڈائریکٹر) کی جگہ خالی ہے اور ہم اس کے لئے آپ کو سب سے موزون شخص سمجھتے ہیں ۔ ویسے بھی حقیقت یہ ہے کہ یہ تعلیمی ادارہ آپ کی سوچ کا نتیجہ ہے ۔ اگر آپ اس فرض کی ذمہ داری قبول کر لیں تو میں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا،،۔

میں نے وزیر تعلیم کا شکریہ ادا کیا اور اس ادارے کی قیام سے مجھے جو مسرت محسوس ہوئی اس کا بھی ذکر کیا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے کہا کہ میں خود کو اس بلند منصب کے لائق نہیں سمجھتا ۔ میں ایک گنہ گار بندہ ہوں اور دین پر عمل کرنے کے معاملے میں مجھ میں کوتاهی پائی جاتی ہے ۔ دینی تعلیم کے ایسے بلند ادارے کی سربراهی کیلئے صرف علمی قابلیت کا ہونا کافی نہیں بلکہ آدمی میں زهد و تقوی بھی ہونا چاہیئے ۔ اسلئے آپ مجھے معذور سمجھیں ۔ وزیر تعلیم کا اصرار جاری رہا اور میں بھی انکار کرتا رہا ۔ آخرکار انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں خود جا کر اس تعلیمی ادارے کا معائنہ کروں اور اس کی تشکیل اور نصاب کے بارے میں ایک پروگرام پیش کروں ۔ چنانچہ میں اگلے دن وہاں گیا اور تعلیمی ادارے کے اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو کی اور موجودہ نصاب کا خاکہ لینے کے بعد چند دن محنت کی اور ایک طویل رپورٹ مرتب کرنے کے ساتھ ایک درسی پروگرام اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ساتھ نتھی کرکے وزیر تعلیم کو پیش کر دیا ۔

نصاب اور تعلیمی پروگرام

یہ پروگرام اور نصاب جو پروفیسر علی فواد اشگل نے پیش کیا تھا نظریاتی اور عملی دونوں ضرورتوں کو سامنے رکھکر تیار کیا گیا تھا ۔ اس کے مطابق نظریاتی هدف یہ ہے کہ طالب علم اسلام کو اسکے بنیادی سر چشمے قرآن اور سنت کے ذریعے سمجھ سکے اور اس میں اتنی صلاحیت پیدا کی جائے کہ وہ اهل سنت کے طریقے پر قائم رہتے ہوئے ان دونوں قانونی مآخذ کی مدد سے زمانے کی ضروریات کے مطابق فیصلہ کر سکے ۔ علاوہ ازیں ادارے میں ایسے لوگ اور عالم تیار کئے جائیں جو اسلامی اخلاق اور کردار کے مالک ہوں ۔ کیونکہ ترکی اور تمام اسلامی دنیا کے موجودہ مصائب کا بنیادی سبب یہ ہے کہ وہ ایسے حکمرانوں اور علماء سے محروم ہو گئی ہے جو باصلاحیت اور صاحب کردار ہوں ۔

تعلیمی پروگرام کے عملی مقاصد یہ هیں کہ امام خطیب مدرسوں اور دوسرے دینی تعلیمی اداروں کیلئے اساتذہ کی ضرورت پوری کی جائے اور ترکی میں ایسے مفتی اور واعظ تیار کئے جائیں جو علم و ثقافت کے زیور سے آراستہ ہوں ۔ اس کے علاوہ خود انسٹی ٹیوٹ کیلئے اسکے اعلی اغراض ومقاصد کو پورا کرنے والے لیکچراروں اور پروفیسروں کی تربیت کی جائے اور اگر ممکن ہو سکے تو یونیورسٹیوں اور اسی قسم کے دوسرے اداروں کے جملہ اساتذہ کیلئے اعلی صلاحیت کے افراد تیار کئے جائیں ۔

۱۹۷۷ء میں استنبول کے یوکسک اسلام انسٹی ٹیوٹ میں جو چالیس اساتذہ تھے ان میں سے نصف اساتذہ اور ان کے ۲۳ معاون اسی انسٹی ٹیوٹ کے فارغ التحصیل هیں ۔ انسٹی ٹیوٹ میں انقرہ یونیورسٹی کی الهیات فیکلٹی کے چند سند یافتہ اور مخلص افراد بھی تدریسی خدمات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انجام دے رھے ھیں ۔

اعلی تعلیم کے ان اسلامی انسٹی ٹیوٹوں کے مضامین تفسیر حدیث ، فقه اور کلام جیسے خصوصی علوم پر مشتمل ھیں ۔ اداروں میں عربی اور ترکی دونوں زبانوں کی تعلیم لازمی ہے ۔ دوسری زبانوں کی حیثیت ضمنی ہے ۔ خصوصی شعبوں میں سیمینار منعقد کئے جاتے ھیں ۔ هر شعبه کا استاد هفته میں کم از کم ایک بار ایک سیمینار کرتا ہے ۔ اسکے علاوہ انتظامیه کی طرف سے هر درسی سال کے آغاز میں دینی ، علمی ، ادبی اور اجتماعی موضوعات پر لیکچروں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے ۔ اور اس مقصد کیلئے اهل علم اور صاحب فکر افراد کو دعوت دی جاتی ہے اور طلبه کیلئے لیکچروں میں شرکت ضروری ھوتی ہے ۔

ینی آسیا کے مطابق اعلی تعلیم کے ان اداروں میں کبھی کبھی ناخوشگوار واقعات بھی پیش آ جاتے ھیں ۔ مثلاً ان اداروں میں ملازم بعض غیر ملکی اساتذہ نے اسلامی قوانین کو مسیحی قوانین کے مطابق کرنے کی کوشش کی تھی اور اس طرح انسٹی ٹیوٹ کو اس کے اغراض ومقاصد سے ھٹانے کی کوشش کی تھی ۔ اس طرح جمهور خلق پارٹی (پیپلز ری پبلکن پارٹی) کی حکومت کے زمانه میں یه سرکلر جاری ھوا که کالجوں اور اس قسم کے مدرسوں میں اخلاق کا درس فلسفه کے اساتذہ دیں گے تو انسٹی ٹیوٹ کے سند یافته طلبه میں پریشانی پھیل گئی ۔ اس کی ایک مثال عثمان پزارلی (PAZARLI) کی ہے جنھوں نے خلق پارٹی کی خواهش کے مطابق عمرانیات اور دیومالائی کهانیوں کی تعلیم مارکسی نقطه نظر سے دینا شروع کر دی تھی (۱۷) ۔

ان منفی کوششوں کا انسٹی ٹیوٹ کے جن اساتذہ نے مقابله کیا اور جو اب تک طلبه کی صلاحیتوں کو جلا دیتے رھے ھیں ان میں عمر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نصوحی (١٨) ، جمال اوگت ((OGUT) ، ولی ارتان (١٩) اور ادبی مورخ نہاد سامی بنارلی (٢٠) اور علی نہاد تارلان (٢١) جیسے ماہرین خصوصی کا تذکرہ ضروری ہے۔ اس وقت استنبول کے انسٹی ٹیوٹ میں فقہ کا درس عمر نصوحی کی جگہ خیرالدین قرامان ، علم کلام کا درس ولی ارتان کی جگہ بکر توپال اوغلو ، حدیث کا درس محمد تنجی کی جگہ یاشر قندمیر (KINDMIR)، تصوف کا درس ماہراز (٢٢) کی جگہ سلجوق ارائیدن (ERAYDIN) اور علی اسکودارلی کی جگہ محمد علی ساری جیسے ممتاز اہل علم دے رہے ہیں اور یہ سب اسی انسٹی ٹیوٹ کے سند یافتہ ہیں ۔

استنبول کے انسٹی ٹیوٹ میں دو عمدہ کتب خانے بھی ہیں ۔ ان میں ایک ح ۔ جمال اوگت کا وقف کیا ہوا ہے اور دوسرا خود انسٹی ٹیوٹ کا قائم کیا ہوا ہے۔

حــوالــہ جــات

(١) ڈاکٹر صالح توغ جریدہ الاتحاد کے مطابق استنبول یونیورسٹی میں اسلامی مطالعہ کے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ہیں ۔ انہوں نے ”اسلام میں مالیاتی قانون “ کے موضوع پر مقالہ لکھکر انقرہ یونیورسٹی کی الہیات فیکلٹی سے ڈاکٹر کی سند حاصل کی ۔ ان کی دوسری اہم کتاب ”اسلامی ملکوں میں آئینی تحریکیں “ ہے۔ ڈاکٹر صالح عربی انگریزی اور فرانسیسی جانتے ہیں ۔ انہوں نے ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ”عہد نبوی کے میدان جنگ “ اور ”سیرت محمد ﷺ “ کا اور انور اقبال قریشی کی کتاب ”اسلام اور سود “ کا ترکی میں ترجمہ کیا ہے۔

(٢) معلوم نہیں صالح توغ کی مراد طرفان سے ہے جو غلطی سے طرفا لکھ دیا گیا یا طرفا کوئی دوسری جگہ ہے۔

(٣) عثمانی دور میں ”ملازم “ کی اصطلاح نائب اور معاون کیلئے استعمال ہوتی تھی ۔ فوج میں لفٹیننٹ کو بھی ملازم کہا جاتا تھا

(۴) ابتدائی عثمانی دور کے ممتاز صوفی اور عالم تھے ۔ مصر میں تعلیم حاصل کی اور ازنیق کے مدرسہ میں بیس سال تک درس دیا ۔ داؤد قیصری نے ابن عربی کی فصوص الحکم کی شرح لکھی ہے جو ترکی میں تصوف کی اشاعت کا باعث بنی۔ ٧٣٥ ھ ۔ ١٣٣٣ ء یا ٧٥٠ ھ ۔ ١٣٣٩ ء میں وفات پائی ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵) اسلامی قوانین کا جدید طرز پر دفعہ وار مجموعہ ہے جسے ترکی کے ممتاز عالم اور وزیر احمد جودت کی نگرانی میں ۱۸۶۸ء اور ۱۸۷۶ء کے درمیانی آٹھ سال میں مرتب کیا گیا ۔ مجلہ کی ترتیب اسلامی قوانین کو جدید زمانہ کی ضرورت کے مطابق ڈھالنے کی تحریک کا ایک حصہ تھی ۔

(۶) محمد شرف الدین YALTKAYA (۱۸۷۹ء تا ۱۹۴۷ء) ممتاز عالم دین تھے ۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۲ء تک استنبول کے دارالفنون کے الٰہیات فیکلٹی میں علم کلام کی تاریخ اور اسلام اور اسکے فلسفے کے پروفیسر رہے ۔ اسکے بعد ۱۹۳۶ء تک محکمہ مذہبی امور کے سربراہ رہے ۔ اسلام اور تاریخی موضوعات پر تیس کے قریب کتابوں اور رسائل کے مصنف تھے ۔

(۷) ذکی ولیدی طوغان (۱۸۹۰ء تا ۱۹۷۰ء) دور جدید کے بہت بڑے محقق تھے ۔ روس میں باشقر دستان کے رہنے والے تھے ۔ آزادی کی جنگ میں ناکام ہونے کے بعد ۱۹۲۵ء میں ہجرت کرکے ترکی چلے گئے تھے ۔ تاریخی موضوع پر ان کی کتابیں تحقیق کا بہترین نمونہ ہیں ۔

(۸) ماھنامہ THE UMMAH لندن اپریل ۔ مئی ۱۹۷۶ء کا مشترکہ شمارہ ۔

(۹) ماھنامہ THE UMMAH ، لندن جون اور جولائی ۱۹۷۶ء کا مشترکہ شمارہ ۔

(۱۰) ۱۹۵۰ء کے انتخابات میں عصمت انونوکی پیپلز ری پبلکن پارٹی کی شکست اور جلال بایار اور عدنان مندریس کی ڈیموکریٹ پارٹی کی کامیابی جس نے ۱۹۶۰ء تک ترکی پر حکومت کی ۔ اس رد عمل کا نتیجہ تھی ۔ علمی سطح پر جس ترک دانشور نے دینی تعلیم کی اہمیت اور سیکولر ازم کی تعبیر جدید اور دینی تعلیم کے فروغ کیلئے سب سے زیادہ کام کیا وہ مرحوم علی فواد باشگل (۱۸۹۱ء تا ۱۹۶۷ء) تھے ۔

(۱۱) جناب خلیل احمد حامدی نومبر دسمبر ۱۹۶۸ء میں ترکی گئے تھے ۔ انہوں نے امام خطیب مدرسوں کے بارے میں جن تاثرات کا اظہار اپنی کتاب "ترکی ۔ قدیم و جدید" میں کیا ہے وہ قارئین کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا ۔ خلیل حامدی لکھتے ہیں کہ امام خطیب مدرسوں میں تعلیم کی مدت سات سال ہے ۔ پرائمری پاس طالب علم ان میں داخلہ لیتا ہے ۔ ان سے فارغ ہونے والے اگر تعلیم کو آگے جاری نہ رکھنا چاہیں تو محکمہ امور دینی میں امام ، خطیب اور واعظ کی حیثیت سے ملازمت کر سکتے ہیں ۔ اس وقت محکمہ امور دینی کے زیر اہتمام ترکی میں جتنے امام ، خطیب اور واعظ کام کر رہے ہیں وہ ان مدرسوں کے فارغ شدہ ہیں (صفحہ ۲۵۶ ۔ ۲۵۷) ۔

استنبول کے موجودہ امام خطیب مدرسہ کا آغاز بیس طلبہ سے ہوا اور اب ان کی تعداد ایک ہزار تین سو تک جا پہنچی ۔ اساتذہ کی تعداد ڈیڑھ سو ہے ۔ یہ مدرسہ جامع محمد فاتح کے قریب ہے ۔ عمارت پانچ منزلہ ہے ۔ کل رقبہ گیارہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سو مربع میٹر ہے۔ مدرسہ کا اپنا شفاخانہ ہے۔ لائبریری ، دارالمطالعے اور مطبخ کا انتظام معیاری ہے۔ درس گاھیں نہایت صاف اور پرسکون ھیں ۔ طلبہ کیلئے نشستوں کا انتظام جدید تقاضوں کے مطابق ہے۔ ھوسٹل ، صفائی ، نظم اور سلیقہ کے لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ بستروں اور آھنی چارپائیوں کی یکسانیت قابل دید ہے۔ ضرورت مند طلبہ کیلئے لباس ، نصابی کتب اور طبی امداد مفت مہیا کی جاتی ہے۔ دوسری منزل پر ایرکنڈیشنڈ مسجد ہے۔ نماز باجماعت اور تجوید و قرأت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ (صفحہ ۱۲۹ ۔ ۱۳۰) ۔

خلیل احمد حامدی صاحب نے امام خطیب مدرسہ کے طلبہ کے ایک اجتماع میں بھی شرکت کی تھی اس اجتماع کے تاثرات بیان کرتے ھوئے وہ لکھتے ھیں ۔ "میرے سامنے جو حاضرین موجود تھے انہیں دیکھکر اندازہ ھوا کہ امام و خطیب اسکول کے نام سے طلبہ اور اساتذہ کا جو تصور میں نے قائم کر رکھا تھا صحیح نہیں تھا ۔ میرا خیال تھا کہ ان مدرسوں میں اسی نوعیت کے اماموں اور خطیبوں کی کھیپ تیار ھو رھی ہے جو ھندوستان اور پاکستان کے اکثر دینی مدارس میں تیار ھوتی ہے۔ لیکن یہ بات نہیں ہے بلکہ یہاں تازہ دم ، صحت مند اور زندگی کی توانائیوں سے بھرپور عنصر جمع ہے۔ ان کے چہرے غمازی کر رھے ھیں کہ دین سے گہرا عشق ان کو اس ادارے میں کھینچ لایا ہے (صفحہ ۳۷ ۔ ۳۸) ۔

خلیل احمد حامدی صاحب کی وضاحت کے مطابق امام خطیب مدارس ایک رفاھی "انجمن اشاعت علم" کی کوششوں سے قائم ھوئے ھیں ۔ انجمن ۱۹۵۱ ء میں قائم ھوئی تھی اور ۱۹۶۸ ء میں اسکی بیس شاخیں تھیں وہ اپنے اخراجات چندہ کے ذریعہ پورا کرتی ہے۔

(۱۲) تازہ ترین اطلاع کے مطابق اب اعلی تعلیم کے اداروں کی تعداد نو ھو چکی ہے۔ تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ کیجئے۔

(۱۳) نجم الدین شاھینر (SHAHINER) موجودہ دور کے ممتاز صحافی اور مصنف ھیں ۔ روزنامہ ینی آسیا ، استنبول میں پابندی سے لکھتے ھیں ۔ بدیع الزمان سعید نورسی کی مفصل سوانح کے علاوہ کئی اور اھم کتابوں کے مؤلف ھیں ۔

(۱۴) خلیل احمد حامدی ۔ ترکی ۔ قدیم و جدید ، ص ۲۵۷ ، لاھور ۱۹۷۲ء ۔

(۱۵) محکمہ امور مذھبی کے جریدہ "دیانت گزیتیسی" ۱۵ مارچ ۱۹۸۱ ء کے مطابق ۱۹۷۹ ء تا ۱۹۸۰ ء کے تعلیمی سال میں دور اول کا نصاب پڑھانے والے 'امام خطیب' مدرسوں کی تعداد تین سو چالیس اور دور ثانی کا نصاب پڑھانے والے مدرسوں کی تعداد ۲۳۹ تھی ۔ دور اول میں چھ لاکھ ۲۱ ہزار طلبہ تھے جن میں ساڑھے ۳۵ ہزار لڑکیاں تھیں جبکہ دور ثانی میں دو لاکھ ۴۵ ہزار طلبہ تھے جن میں دو ہزار ایک سو لڑکیاں تھیں ۔ اسی طرح اعلی تعلیم کے اداروں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۸۰ ء تک پانچ ہزار طلبہ فارغ التحصیل ہو چکے تھے ۔

(۱٦) علی فواد BASGIL (۱۸۹۱ ء تا ۱۹٦۷ ء) ایک ممتاز سیاست دان ، ماہر قانون اور دانشور تھے ۔ ترکی میں جمہوریت کی بحالی اور دینی تعلیم اور اسلام کے تحفظ کے سلسلے میں انہوں نے بے مثل خدمات انجام دیں ۔ فرانس کی گرینوبل یونیورسٹی سے قانون میں ڈاکٹریٹ کی سند لی اور انقرہ یونیورسٹی میں قانون کے شعبہ میں پروفیسر مقرر ہوئے ۔ ۱۹۴۷ ء میں انہوں نے جمعیت اشاعت آزادی افکار قائم کی ۔ وزارت تعلیم میں اعلیٰ تعلیم کے ڈائریکٹر جنرل کے معاون کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے ۔ عدالت پارٹی کے بانیوں میں سے تھے اور ۱۹٦۵ ء میں پارٹی کی طرف سے مجلس کبیر ملی کے رکن منتخب ہوئے ۔ قانون اور سیاست کے موضوع پر کئی کتابوں کے مصنف تھے ۔ ان میں "دین اور سیکولر ازم " "جمہوریت اور حریت " اور "۲۷ مئی کے انقلاب کے اسباب " ان کی اہم کتابیں ہیں ۔

(۱۷) روزنامہ ینی آسیا ، استنبول ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ ء ۔

(۱۸) عمر نصوحی بلمین (bilmen) ۱۸۸۴ ء تا ۱۹۷۱ء ممتاز عالم دین تھے ۔ ۱۹۴۳ ء میں استنبول کے مفتی مقرر ہوئے اور ۱۹٦۰ ء تا ۱۹٦۱ ء محکمہ امور دینی رہے/سربراہ رہے ان کی تصانیف میں تفسیر قرآن اور علم فقہ کی لغت بہت اہم ہیں ۔ انسٹی ٹیوٹ میں وہ علم کلام کا درس دیتے تھے ۔

(۱۹) ولی ارتان (ERTAN) یوکسک اسلام انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر رہے ہیں ۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں جودت پاشا ، عاکف اور احمد حمدی کی سوانح عمریاں شامل ہیں ۔ ان کی ایک کتاب "جمہوریت کے دور میں دینی ادارے اور علمائے دین " سے متعلق ہے ۔

(۲۰) مصطفےٰ نہاد سامی (BANARLI) ۱۹۰۷ ء تا ۱۹۷۴ء ۔ بلند پایہ ادیب تھے ۔ ترکی ادب کی مصور تاریخ ان کی بہترین تصنیف ہے ۔ ۱۹۵۹ء سے ۱۹٦۲ء تک انسٹی ٹیوٹ میں "اسلامی ترک ادبیات کی تاریخ " کے استاد تھے ۔

(۲۱) علی نہاد تارلان (۱۸۹۸ء تا ۱۹۷۸ء) ممتاز ترک ادیب تھے ۔ تیس کتابوں کے مصنف تھے ۔ اقبال کی کتابوں کا ترکی میں ترجمہ کیا ۔ شاعر عاکف سے متعلق ان کی کتاب کا اردو ترجمہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے ۔ وہ مذکورہ بالا انسٹی ٹیوٹ میں فارسی پڑھاتے تھے ۔

(۲۲) ماہرازِ (۱۸۹۵ء تا ۱۹۷۴ء) ایک ممتاز عالم دین تھے ۔ تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا ۔ اور شاعر اسلام محمد عاکف کے گہرے دوست اور عقیدت مند تھے ۔ انہوں نے عاکف پر کئی اہم مضامین لکھے ۔ ان کی تصانیف میں "دین اور معاشرہ " ایک اہم کتاب ہے ۔

★★★★★

© rasailojaraid.com